جناب جنرل (ر) حمید گل صاحب

کفر کیلئے اصل خطرہ ــ نظام مدارس

گذشتہ ماہ ۲ ستمبر ۱۹۹۸ء کو لیک ویو ہوٹل اسلام آباد میں جمعیت العلماء اسلام، اسلام آباد کے زیر اہتمام "تائید طالبان کانفرنس" منعقد ہوئی۔ جسکی صدارت جمعیت العلماء اسلام کے قائد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمائی۔ یہ کانفرنس مقررین اور سامعین کے لحاظ سے ایک تاریخی کانفرنس تھی۔ اس میں ملک کی تمام دینی، سیاسی اور جہادی جماعتوں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ جن میں مولانا عبدالستار خان نیازی صدر جمعیت العلماء پاکستان، سابق صدر آزاد کشمیر جناب سردار عبدالقیوم خان، جناب ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی پاکستان، مولانا محمد اکرم اعوان، امیر تنظیم الاخوان، مرزا جنرل اسلم بیگ سابق چیف آف آرمی سٹاف، افغان سفیر مولانا سعید الرحمان حقانی اور تحریک احتساب اور آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جناب جنرل حمید گل، حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے امیر مولانا محمد نبی محمدی، لیبیا کے سفیر محمد مصطفیٰ المھلل اور مولانا نور محمد ایم این اے وغیرہ نے شرکت کی۔ تحریک احتساب کے چیئرمین جنرل حمید گل صاحب نے اس موقعہ پر مفصل اور مدلل خطاب فرمایا۔ جو طالبان اور نظام مدارس کے بارے میں انتہائی معلومات آفرین ہے، اسی لئے افادۂ عام کیلئے اس کا خلاصہ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

(ابتدائی کلمات کے بعد) پہلی بات یہ کہ طالبان کون ہیں اور پھر یہ کہ ہمیں ان کی تائید کیوں کرنی چاہیے؟ تو پہلے میں اس موضوع پر بات کرونگا۔ کہ طالبان صدیوں سے موجود ہیں۔ یہ لوگ آج کی پیداوار نہیں ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو شہاب الدین غوریؒ کے ساتھ آئے تھے پھر محمود غزنویؒ اور احمد شاہ ابدالیؒ کے ساتھ یہی لوگ تمام معرکوں میں شریک رہے اور جب بھی اسی خطے میں بت پرستی کا دور دورہ ہوتا ہے تو یہ بت شکن وہاں سے اٹھتے ہیں اور ان بتوں کو توڑتے ہیں۔ طالبان دراصل نظام مدرسہ کے پیداوار ہیں وہی نظام مدرسہ جس سے آج مغرب لرزہ براندام ہے کہ اسکو کسی طریقہ سے برباد کیا جائے، ختم اور ناکام کیا جائے۔ ابھی تو چند جہاد کی یونیورسٹیاں ہیں جس میں اولین جہاد

کی یونیورسٹی دارالعلوم حقانیہ ہے جس کے بہت سے فضلاء طلباء اور نمائندے افغانستان میں موجود ہیں۔ اگران جہاد کی یونیورسٹیوں نے پورا اپنے آپ کو عیاں کردیا جو پاکستان کے اندر پھیلے ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنا رخ بدل دیا تو پھر امریکہ کیا پوری دنیا مقابلہ کیلئے آئے تو ان کا مقابلہ نہیں سکے گی۔ یہ نظام مدرسہ ہے کیا؟ یہ بات تاریخی طور پر درست ہے کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو اس وقت مسجدوں میں تعلیم دی جاتی تھی۔ باقاعدہ مدرسہ کا نظام نہیں تھا۔ سب سے پہلا مدرسہ خراساں میں قائم ہوا اور یہ نظام مدرسہ ہی کی وجہ ہے کہ وہاں پربےشمار احادیث لکھی گئی ہیں خصوصاً صحاح ستہ وغیرہ وہ خراساں کے علاقہ میں رکھی گئی ہیں۔ یہاں جتنے صوفیائے کرام آئے ہیں جیسے داتا صاحبؒ، چشتیؒ صاحب وغیرہ یہ کہاں سے آئے ہیں۔ تو یہ لوگ وہاں سے آئے ہیں یہ گردیزی یہ گیلانی یہ مغل یہ کہاں سے آئے افغانستان سے آئے۔ تو یہ ایک عجیب لازوال رشتہ ہے یہ تہذیبوں کا بھی رشتہ ہے، دین کا بھی رشتہ ہے۔ زمین کا بھی رشتہ ہے آپ دیکھتے ہیں کہ ہوائیں، پرندے، دریا وہاں سے آتے ہیں۔ نظریات وہاں سے آتے ہیں۔ طالبان وہاں سے آتے ہیں۔ یہی طالبان نظام مدرسہ کے پیداوار ہیں۔ نظام مدرسہ کیا دیتا ہے؟۔ ایک تو مفت تعلیم دیتا ہے۔ انگریزاور امریکہ سمجھ گیا ہے کہ یہی نظام مدرسہ ہمارا مقابلہ کرسکتا ہے۔اور یہ ہمارا اصل دشمن ہے اور یہ اس پر حملہ کرینگے اور پھر ہماری حکومت سے کروائینگے۔ اور ہماری حکومت اس کے لئے فضاء بنا رہی ہے۔ اور ہمیں اس کا مقابلہ کرنا ہے کیونکہ نظام مدرسہ ہمارا اصل اثاثہ ہے۔ نظام مدرسہ آدمی کو بصیرت دیتا ہے دانش دیتاہے۔ آپ طالبان کو دیکھیں ہمارے حکمران وہ باتیں نہیں کرسکتے جو طالبان کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سٹوڈنٹس ہیں۔ انہوں نے کس طرح نظام حکومت سنبھالا ہے۔ دعوت وجہاد کے برابر عمل کے ذریعے یعنی دعوت بھی دیتے ہیں اور جہاد بھی لہذا ان کو تائید حاصل ہوگئی۔ طالبان نے افغانستان میں دعوت اور جہاد سے تمام تر فتوحات کیں۔ امریکہ اور دیگر لوگوں کا یہ الزام بے بنیاد ہے کہ طالبان کے ساتھ پاکستان مدد کرتا ہے۔ بھائی پاکستانی فوج کی مدد ہم تسلیم کرینگے لیکن اس وقت کہ وہاں جنگ ہوئی ہو لیکن وہاں تو جنگ ہی نہیں ہوئی وہ تو دعوت اور جہاد کے کمبینیشن نے یہ انقلاب رونما کیا کہ و دعوت دیتے ہیں۔ اورقوم کی طرف سے پذیرائی ہوتی ہے یہ ہے دانش یہ ہے حکمت کہ جنگ کے بغیر آپ فتح حاصل کرسکتے ہیں۔ یہی ہے فتح مبین، فتح مکہ کی تاریخ جیسے طالبان نے کرکے دکھایا۔ یہ وہی بوریا نشین خاک نشین پھٹے کپڑوں کو پہننے والے لوگ ہیں جو اب رونما ہوتے ہیں۔ روس جب افغانستان میں داخل ہوا تو قوم کے ایک گمراہ حصہ نے اسکی حمایت کی لیکن پھر مدرسہ اور نظام مدرسہ والوں نے یکجا ہوکر اس کا اختتام کردیا۔ یہ مدرسے صرف وہاں افغانستان میں نہیں ہیں بلکہ

زیادہ مدرسے پاکستان میں ہیں اور اب یہ اٹھتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں استاد اور شاگرد اکھٹے ہوکر۔ استاد کون ہے؟ استاد مولوی محمد نبی محمدی ہے۔ استاد یونس خالص ہے۔ استاد پروفیسر سیاف ہے۔ یہ سارے استاد لیکن ان کے ساتھ انکے سٹوڈنٹس بھی ہیں اور یہ ملک کفر کیساتھ جنگ لڑتے ہیں۔ میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں کہ ایک یہودی افغانستان فلم بندی کیلئے آئے۔ امریکہ کا سی بی ایس ٹیلی ویژن ہے تو وہ آئے فلم بنانے کیلئے۔ اس کا ایک مشہور آدمی ہے اس کا نام ہے ہیلری کنن۔ تو وہ فلم بنارہا تھا افغانستان کے اندر، اس نے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا جس کے پاس بندوق تھی اور بندوق اس کے قد سے لمبی تھی۔ تو اس نے اسے بلایا اور اسے کہا کہ اس سے پوچھو کہ یہ کیا کررہا ہے؟ اس نے کہا میں جہاد کررہا ہوں۔ تو اس نے کہا کہ پوچھو کہ یہ جہاد کیوں کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا میں اس لئے جہاد کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے دین کیلئے اور وطن کو آزاد کرنے کیلئے۔ تو وہ صحافی بہت گھبرایا اور کہا کہ دیکھو ایک نو سال کے بچے کے ذہن میں ایک وضاحت ہے اور یہ ہے دین کا علم جو مدرسہ دیتا ہے۔ وہ کیا کہہ رہا ہے یہ چیزوں کی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ اس کو علم اور انفاریمشن کی ضرورت نہیں، خبر کی ضرورت نہیں، لہذا یہ وہ معجزہ جو رونما ہوتا ہے۔ جس سے جہاد مکمل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت کے ذریعے سے جہاد و مسلمان افغانستان میں بیدار ہوتا ہے۔ وہ جہاد جو ۱۴۹۲ء میں جو باالکل اپنی آخری حدوں کو پہنچ گیا تھا۔ جب اندلس میں سے ہم ذلیل و خوار ہوکر نکلے تھے۔ تو کیا ہوا تھا۔ جہاد ختم ہوا تھا یعنی ہماری آخری قریبی جنگ جو لڑی وہ ۱۱۹۲ء میں لڑی گئی۔ تو پھر شہاب الدین غوریؒ تشریف لائے وہ اسی ۱۱۹۲ء میں یہاں تشریف لائے۔ تو ۱۹۹۲ء میں جب مجاہدین افغانستان جاتے ہیں تو پھر جہاد کامیاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے روس کو شکست دے کر جہاد کامیاب ہوتا ہے۔ اب جناب سازشیں شروع ہوتی ہیں اور اقتدار کی کشمکش میں اس کو ڈال کر جو استاد تھے وہ بیڈ کریڈٹ ہوجاتے ہیں۔ طالبان اس کا ساتھ چھوڑدیتے ہیں، سٹوڈنٹس ساتھ چھوڑدیتے ہیں۔

ع حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے

تو وہ اس کو چھوڑدیتے ہیں۔ اور واپس مدارس کو چلے جاتے ہیں۔ کچھ طالبان اور مجاہدین جو تھے وہ تھوڑی سی لالچ میں آگئے۔ یا وہ حق نہ دیکھ سکے کسی وجہ سے وہ ان استادوں کے ساتھ رہ گئے۔ پھر یہ طالبان اٹھتے ہیں دین کیلئے، حق کیلئے، جہاد کے ثمرات کو سمیٹنے کیلئے، جس چیز کیلئے انہوں نے قربانی دی اس چیز کیلئے اٹھتے ہیں تو پھر وہ سامنے والے طالبان جو ہیں وہ حقیقت جان جاتے ہیں اور انکے ساتھ

مل جاتے ہیں۔ اس طریقے سے طالبان کامیاب ہو رہے ہیں۔ طالبان دعوت اور جہاد کے Combination سے کامیاب ہوئے۔ اور مدرسے کی نظام سے۔ اس پر میں کافی گفتگو کر سکتا ہوں مگر وقت کم ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہمیں اس کی تائید کیوں کرنی چاہئیے؟۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں آپ سب سے یہ پوچھتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب اور مولانا اکرم اعوان کی موجودگی میں کہ کیا طالبان ترقی پسند ہیں یا جارحیت پسند؟۔ یہی اصل سوال ہے۔ ترقی پسند کون ہوتا ہے جو کہ ایک جاری نظام کے سامنے جدوجہد کرتا ہے کیا وہی ترقی پسند نہیں۔ جس وقت کمیونزم اور سوشلزم آیا تھا تو ترقی پسندی کا مفہوم کیا تھا؟ کیا یہ نہیں تھا کہ وہ جاری نظام یعنی کیپٹل ازم، ایمپریل ازم استعمار کے خلاف نبرد آزما ہو۔ لہٰذا وہ ترقی پسند تھا۔ تو اب اگر وہ کیپٹل ازم اور ایمپریل ازم پھر اپنی نئی آب وتاب کے ساتھ موجود ہے دنیا میں تو اس کے مقابلے میں کون ہے۔ اسلام ہی ہے۔ ترقی پسندی کیا چیز ہے؟ آج اسلام کے عملی طور پر لانے والے نفاذ کرنے والے طالبان ہیں تو طالبان کون ہیں یہ ترقی پسند ہیں یہ انٹی ایمپریل ازم استعمار کے خلاف ہیں۔ یہ اس کی علامت ہے۔ اس لیے ہی استعمار ان کے خلاف ہیں اور استعمار ان پر حملہ کر رہا ہے۔ امریکہ کو یہی کرنا چاہئے وہ خوفزدہ ہیں۔ اور اس کا خوف ہونا بھی چاہئیے۔ اصل بات یہ ہے کہ پوری دنیا کے نظام ختم ہو چکے ہیں خواہ کیپٹل ازم ہو، امپیریل ازم، مارکس ازم۔ اب یہ ہمارے دست بستہ کھڑے ہیں اور اس کو چیلنج کرنے والی قوت اسلام ہے اور اسلام کی عملی علامت جہاد اور دعوت ہے اور وہ کہاں پیدا ہو رہی ہے افغانستان سے ہو رہی ہے لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم اسکی مدد کریں۔ دوسری بات ہے کہ ہم کیوں تائید کریں آپ موازنہ کرلیں جب روس افغانستان میں صادر ہوا۔ تو اس وقت کی حکومت کے صدر ببرک کارمل نے اسے دعوت دی۔ ببرک کارمل کی حکومت کو ہم نے تسلیم نہیں کیا۔ جنرل ضیاء الحق صاحب نے کہا کہ ہم ریکگنائزڈ نہیں کرسکتے۔ تو جب جارحیت کی، روس نے افغانستان کے خلاف ہوئی تو ہمارا رویہ کیا تھا۔ ہم ڈٹ گئے اس وقت امریکی امداد نہیں آئی تھی۔ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ ایک سال تک کوئی امداد نہیں آئی تھی۔ کلہاڑیوں کے ساتھ، لاٹھیوں کے ساتھ انہوں نے جہاد کیا۔ پاکستان نے اس کی مدد کی۔ پاکستان نے کہا کہ یہ ہمارا فرض بنتا ہے۔ جارحیت کا نشانہ بنا ہے ہمارا پڑوسی اسلامی ملک تو آج جسکی حکومت کو ہم ریکگنائزڈ کرتے ہیں۔ طالبان کی حکومت کو ہم تسلیم کرچکے ہیں اور انہوں نے کسی کے خلاف جارحیت بھی نہیں کی۔ کسی کے ساتھ ظلم بھی نہیں کیا۔ صرف اپنے ملک کو سنوارنے کیلئے لڑتے ہیں۔ اس کو یکجا رکھنے کی بات کر رہے ہیں۔ تو آج امریکہ نے جارحیت کی اس کے خلاف۔ اگر امریکہ نے آج جارحیت کی ہے تو ہمارے رویے مختلف کیوں

ہیں ؟ ۔ آج ہم امریکہ کے خلاف کیوں نہیں کہتے کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے ؟ تو آج ہمارا امریکہ کے بارے میں وہ رویہ کیوں نہیں جو ہم نے روس کے بارے میں اپنایا تھا ۔ اس لئے کہ حکمران امریکہ کے پھٹو اور اسی اشیرباد کے منتظر ہیں اور پھر امریکہ نے صرف یہی نہیں کیا کہ ہمارے پڑوسی ملک کے اندر ایک اسلامی ملک کے اندر جو کہ اپنے معاملات کو سنوارنے کی کوشش کررہے ہیں ۔ اس کے خلاف جارحیت کی بلکہ پاکستان کے فضائی حدود اور سمندری حدود کی بھی خلاف ورزی کی ۔ اس نے ہماری حمیت کو بھی للکارا ہے ،مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر ۔

حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

آج ہم حمیت دین میں پیچھے ہوگئے ہیں ۔ ہم سے مراد قوم نہیں ہے ۔ پاکستانی قوم تو الحمدللہ کبھی بھی پیچھے نہیں ہوئی بلکہ ہمارے حکمران حمیت دین سے بالکل ناآشنا ہیں ۔ ان کو پتہ بھی نہیں کہ غیرت دین کیا ہوا کرتی ہے ۔ جس طرح ابلیس گھبراتا ہے ۔ اس طرح ایک ابلیس ان کے شوریٰ کے اندر کھڑا ہوا اور کہتا ہے کہ افغانیوں کے غیرت دین کا ہے یہ علاج ۔ ملا کو اس کے کوہ دامن سے نکال دو یعنی مدرسے کا نظام ختم کردو ۔ ملا کو نکال دو ۔ پھر غیرت دین ختم ہوجائیگی تو پھر سب کچھ ختم جائیگا ۔ قومیں کبھی بھی بھوک سے نہیں مرا کرتی ہیں ۔ یہ بے غیرتی سے مرا کرتی ہیں اور دیکھ بھی لیا آپ نے کہ افغانستان میں بھوک سے کوئی نہیں مرا ، جہازوں سے نہیں مرا ، بمباروں سے نہیں مرا اور اب یہ کروز میزائلوں سے بھی مریگا ۔ لیکن اگر غیرت دین ختم ہوئی تو پھر سب کچھ ختم ہوجائیگا ۔ طالبان کی ایک اور وجہ کہ ہمیں کیوں تائید کرنی چاہئیے ۔ بھائی انہوں نے کیا بگاڑا ہے ہمارا ۔ پندرہ سو کلومیٹر باڈر ہے ہمارا ان کے ساتھ ایک ہزار کلومیٹر ایران کے ساتھ ہے ۔ چھ سو کلومیٹر ترکمانستان کے ساتھ ہے ۔ تاجکستان ، ازبکستان اور چین کے ساتھ بھی ملا ہے تو پھر آپ بتائیں کہ چار سال سے یہ لوگ موجود ہیں ہمارے بارڈر کے اوپر تو کیا انہوں نے ہمارے لئے کوئی مشکل پیدا کی تو وہ ملا راکٹی جو تھا وہ پاکستانیوں کو لے جاتا تھا پکڑکر ۔ چینیوں کو بھی لے جاتا تھا ۔ کیا طالبان نے کوئی گڑبڑ کی ، ایران کے ساتھ کوئی گڑبڑ کی ، ترکمانستان کے کوئی گڑبڑ کی ۔ نہیں کسی سے نہیں کی تو پھر جب کوئی گڑبڑ نہیں کی تو پھر کیوں ڈرتے ہو ترکمانستان تو نہیں ڈرتا ۔ تاجکستان کو بڑی تکلیف ہے ۔ ازبکستان کو بڑی تکلیف ہے ۔ ایران بڑا پریشان ہورہا ہے ۔ بھائی بتاؤ کہ انہوں نے بگاڑا کیا ہے تمھارا ۔ لیکن چارسال سے وہ ایران کے باڈر کے ساتھ رہے ہیں کیا یہ اس امتحان میں کامیاب نہیں ہوئے ۔ اگر ہوئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے ماضی کے رویے سے ان کا مستقبل کا رویہ مختلف ہوگا ۔ بات

یہ ہے کہ ان کو افغان قوم کی تائید حاصل ہے ۔ کیوں کہ انہوں نے کارنامے بہت انجام دیے ہیں ۔ بہت ملکوں نے شکایت کیے ۔ وہ مجھے کہتے ہیں کہ یہ انہوں نے کردیا وہ کردیا ۔ میں نے کہا کہ اس سے خفہ مت ہو اور نہ طالبان سے خفہ ہو ۔ خفہ ہو ان گھوڑوں سے جس پر آپ نے شرطیں لگائی تھیں وہ بھاگے نہیں ۔ اور جو مال آپ نے ان کو کھلایا تھا وہ انہوں نے طالبان کے حوالے کردیا ۔ اصل میں لوگ افغان قوم کو نہیں سمجھتے ان کی مزاج کو نہیں سمجھتے ۔ یہ بڑے عجیب وعریب لوگ ہیں ۔ میں نے بہت سے لوگوں سے کہا کہ تم افغانستان کو تقسم کرنا چاہتے ہو ۔ تو تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم کو کوئی ایک افغانی ایسا ملا ہے جو کہتا ہے کہ افغانستان تقسیم ہوجائے تو کہتے ہیں نہیں ۔ میں نے کہا کہ کوئی ایسا افغانی ملا ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اسلامی نظام نہیں چاہئیے تو کہا نہیں ۔ تو پھر میں نے کہا کہ تم اس کے اوپر کیوں مسلط کرتے ہوئے اپنے نظام کو ۔ تم تو فنڈ منٹلسٹ ہو ۔ اصل فنڈ منٹلسٹی یہ ہے کہ اپنی مرضی کو دوسروں کے اوپر مسلط کرنا چاہے ۔ تو تم اپنی مرضی کو دوسری قوم کے اوپر مسلط کرنے چاہتے ہو ۔ اور یہ نہیں مانیں گے یہ افغان قوم تین چیزیں کرتے ہیں ۔ یہ بیک وقت لڑ رہے ہوتے ہیں ۔ تجارت کر رہے ہوتے ہیں اور مذاکرات کر رہے ہوتے ہیں ۔ یہ لازمی تین چیزیں ہیں جو یہ لوگ کرتے ہیں ۔ دعوت اور جہاد جو بیک وقت جاری رہتا ہے اور تجارت بھی جاری رہتی ہے ۔ آپ نے دیکھا کہ بہت سے لڑائیاں ہوتی ہیں ۔ اور یہ لوگ اپنے تمام کام بھی جاری رکھتے ہیں ۔ اصل میں بات یہ ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک اور خصوصاً ہمارے علاقے میں غلامی ہمیشہ رہی ہے اور افغانستان نے ہمیشہ آزادی دیکھی ہے اور غلامی دیکھی نہیں ۔ لہذا ان کی سوچ ہمیشہ ہم سے مختلف ہے اور ہم ان کو سمجھ نہیں پائے اور نہ اردگرد جو ہمسایہ ممالک ہیں وہ سمجھ پاتے ہیں ۔ اور ایک اور وجہ بھی ہے ۔ پاکستان کے مسائل کیا ہیں ۔ افغان سرحد کا مسئلہ ہے ہمارا ۔ یکجہتی ہمارا مسئلہ ہے ۔ اتحاد ہمارا مسئلہ ہے ۔ ناانصافی ہمارا مسئلہ ہے ۔ بدگماش لیڈرشپ ہمارا مسئلہ ہے ۔ کرپٹ لیڈر شپ ہمارا مسئلہ ہے ۔ کیا طالبان نے یہ مسئلے حل نہیں کردیئے ۔ وہ امن بھی لے آئیں ہیں ۔ انہوں نے متحد بھی کردیا قوم کو جس کے اوپر پوری دنیا لگی ہوئی تھی کہ وہ اس کو گڑبڑ کردے اور جہاں انہوں نے وہ اسلام جو ہماری آئین کے اندر ہے ہماری روح کا مسئلہ ہے ۔ کیا انہوں نے اسکو قائم نہیں کردیا تو کیا پھر ہمارا فرض نہیں بنتا ہے کہ جس نے وہ کام کیا جو ہم کرنا چاہتے ہیں ہم اس کی تائید کریں اور کیا یہ درست نہیں ہے کہ دراصل یہ معجزہ ہے نفاذ شریعت کا ۔ اتنی جلدی امن کیسے آسکتا ہے ۔ امن صرف اس وقت آتا ہے جب انصاف ہو اور حکمران باکردار ہو ۔ یہاں پاکستان میں نفاذ شریعت میں ڈنڈی ماری گئی اور کسی ڈنڈ ماری گئی کہ اس کو منتقل کیا ۔ ۲۲۹ کو یعنی جو اسلام سے خائف لوگ ہیں

(باقی ص۳۲ پر)